ایک لامذہب تبرائی غیر مقلد کے

فقہ حنفی

پر چند

اعتراضات کی

حقیقت



تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) ملکہ وکٹوریہ کے زیر سایہ جب یہ فرقہ پیدا ہوا۔ اس نے دیکھا کہ انگریز خنزیر خور قوم ہے۔ اور مسلمان خنزیر سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ تو مسلمانوں کے خلاف انگریز کو خوش کرنے کے لئے ان کے مسلمہ علماء نے خنزیر کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا۔

علامہ وحید الزمان

غیر مقلد نے لکھا ''انسان کے بال۔ مردار اور خنزیر پاک ہیں خنزیر کی ہڈی، پٹھے، کھر، سینگ اور تھوتھنی سب پاک ہیں (کنز الحقائق ص ۱۳) علامہ نور الحسن نے لکھا خنزیر کے نجس العین ہونے کا دعویٰ ناتمام ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰)

علامہ صدیق حسن خان

علامہ صدیق حسن خان نے لکھا کہ خنزیر کے حرام ہونے سے اس کا ناپاک ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ ماں حرام ہے مگر ناپاک نہیں۔ (بدور الاہلہ ص ۱۶)

وحید الزمان

وحید الزمان نے خنزیر کو اپنے بال جیسا پاک کہا اور دوسرے نے تو یہ عزت دی کہ ماں جیسا پاک کہا۔

مطالبہ

احناف نے مطالبہ کیا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں............ اور ہمارا ہر ہر مسئلہ حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت ہے۔ اس لئے ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی ثابت کریں کہ خنزیر کی ہر چیز غیر مقلد کے بال کی طرح پاک ہے یا خنزیر غیر مقلد کی ماں کی طرح پاک ہے مگر وہ ایسی کوئی حدیث پیش نہ کر سکے۔ ادھر عوام اہل اسلام نے ملامت کی کہ ملکہ وکٹوریہ کی چاپلوسی کی حد کر دی کہ اس کی خوشی کے لئے خنزیر تک کو پاک کہہ دیا۔

اعتراض

اب لامذہب بار بار اپنے ملاؤں سے مطالبہ کرتے کہ خنزیر کے بال اور ماں جیسے پاک ہونے کی حدیث بیان کرو۔ انہوں نے لاجواب ہو کر اپنے جاہلوں کو سکھا دیا کہ حنفیوں کی کتاب منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ خنزیر کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور اس میں نماز بھی جائز ہے۔

جواب: اصل مسئلہ:۔ مذہب حنفی کی ظاہر الروایت یہی ہے کہ خنزیر اور اس کے تمام اجزاء نجس العین ہیں (منیۃ المصلی ص٦٦) خنزیر کے تمام اجزاء پیشاب اور پاخانے کی طرح ناپاک ہیں (منیۃ المصلی ص٦٤) اصحاب ثلاثہ (امام ابوحنیفہؒ۔ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ) سے ظاہر روایت یہی ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اس کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔ (منیۃ المصلی ص٦٤) یہی مذہب حنفی ہے اسی پر پوری دنیا میں احناف کا عمل ہے۔ اس اصل مسئلہ کو چھپایا یہ کتمان حق یہود کی عادت تھی پھر روافض کا مذہب بنی، اور اب لامذہب تبرائی غیر مقلدین کی بسر اوقات بھی اسی پر ہے۔

اصل عبارت

جس عبارت کا اس تبرائی غیر مقلد نے حوالہ دیا ہے۔ پوری عبارت مع شرح منیہ یہ ہے۔ وذکر فی نواد رابی الوفاقال یعقوب یعنی ابایوسف لوصلی فی جلد خنزیر مدبوغ جازوقد اساء بناء علی انه یطهر بالدباغ عنده فی غیر ظاهر الروایة وقد تقدم وقال ابو حنیفة ومحمد لا تجوز الصلاة فیه ولا یطهر بالدباغة وقد مران هذا هو ظاهر الروایة عن ابی یوسف ایضاً (کبیری ص١٩٥ متن منیۃ المصلی ......ص٩٠ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں بھی اس روایت کو شاذہ کہا ہے۔ (بر منیہ ص٦٤ حاشیہ نمبر٧)

فریب: (١)

مذہب حنفی جو ظاہر الروایت ہے جس پر ہر جگہ عمل ہے اس کے خلاف شاذ روایت بیان کی یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسائی۔ یہودی۔ رافضی متواتر قرآن پاک کے

متعلق وسوسہ ڈالنے کے لئے شاذ قرأتوں سے تحریف قرآن ثابت کر کے عوام اہل اسلام کے دلوں میں وسوسے ڈالا کرتے ہیں۔

فریب (۲) قداساء کالفظ بیان ہی نہیں کیا۔

فریب (۳) نہ یہ بتایا کہ روایت نوادر کی ہے۔

فریب (۴) آپ کے مذہب میں تو خنزیر سارا بلاد باغت پاک ہے۔ مصلّٰی بنائیے مشک بنائیے۔

(۲) انگریز کے دور میں جب اس نے اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کیا کہ اسلام کے احکام بہت سخت ہیں معاذ اللہ فطرت کے خلاف ہیں تو مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے فقہ کے اس مسئلے کو غیر مقلدین نے شہرت دی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی کی مکمل عبارت یہ ہے۔

وفی الذخیرہ امرأۃ خرج رأس ولدھا وخافت فوت الوقت توضأت ان قدرت و الا تیممت وجعلت رأس ولدھا فی قد راوحفیرۃ وصلت قاعدۃ برکوع وسجود فان لم تستطعھما تؤمی ایماء ای تصلی بحسب طاقتھا ولاتفوت الصلٰوۃ عن وقتھا لانھالم تَصرنفساء بخروج الولد مالم ترالدم بعد خروج کلہ والدم الذی تراہ فی حالۃ الولادۃ قبل خروج الولد استحاضۃ لا تمنع الصلوٰۃ فکانت مکلفۃ بقدر وسعھا فلا یجوز لھا تفویت الصلوٰۃ عن وقتھا الا ان عجزت بالکلیۃ کما فی سائر المرضی. (ص۲۶۴منیۃ المصلی ص ۱۱۵، ۱۱۶ حاشیہ نمبر۱)

ناقل نے نہ تو عبارت مکمل نقل کی اور توضأت صیغہ مونث توضأ صیغہ مذکر بنا دیا اور ''الا'' کو ''لا'' بنا دیا اس جہالت پر اتنا تکبر ہے حالانکہ یہ مسئلہ نہ کسی آیت قرآنی کے خلاف ہے اور نہ ہی کسی حدیث صحیح کے خلاف ہے خلاصہ یہ ہے۔

(۱) بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون عورت کو آتا ہے وہ نفاس ہے اس میں نماز معاف ہے۔

(ب) بچے کا تھوڑا حصہ نکلتے وقت جو خون عورت کو آتا ہے وہ استحاضہ ہے اس میں نماز معاف نہیں۔

(ج) بعض عورتوں کے دو دن ایسے گزر جاتے ہیں کہ نفاس نہیں آیا استحاضہ آتا رہا بچہ بھی پورا پیدا نہیں ہوا۔

(د) ان وقتوں کی نمازوں کا کیا حکم ہے۔ ظاہر ہے کہ نفاس سے قبل نماز معاف نہیں ہوتی۔ اس لئے جو باقی بیماروں کا حکم ہے وہی اس عورت کا ہے اگر وضو کر سکتی ہے تو بہتر ورنہ تیمم کر لے۔ بیٹھ کر رکوع سجدہ سے پڑھ سکتی ہے تو بہتر ورنہ اشارہ سے پڑھ لے۔ اگر اتنا بھی نہیں کر سکتی تو باقی مریضوں کی طرح وہ معذور ہے۔

اگر لامذہب اس مسئلہ کے خلاف ایک صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر دے تو ہم صراحۃً لکھ دیں گے کہ یہ مسئلہ قرآن یا حدیث کے خلاف ہے اور لامذہب قیامت تک ایسی حدیث پیش نہیں کر سکے گا۔

ہم تو صاف کہہ دیں گے کہ جب یہ مسئلہ نہ قرآن کے خلاف ہے نہ حدیث صحیح کے لیکن اس کے مقدمات اجماعاً مسلم ہیں تو اس کو ماننا ضروری ہوا۔

مسئلہ رطوبت فرج

ملکہ وکٹوریہ کے اشارہ ابرو پر جب بعض لوگ مذہب حنفی کو چھوڑ کر لامذہب بن گئے یہاں کے سب حنفی مسلمان منی کو بھی ناپاک کہتے تھے۔ لامذہبوں نے فتویٰ دیا کہ منی ہرچند پاک است (عرف الجادی ص ۱۰) منی خواہ گاڑھی ہو یا پتلی خشک ہو یا تر ہر حال میں پاک ہے (نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹) والمنی طاہر، (کنز الحقائق ص ۱۶) بلکہ ایک قول میں کھانے کی اجازت دی (فقہ محمدیہ ج ۱ ص ۴۶) اور یہ بھی فتویٰ دیا کہ رطوبۃ الفرج طاہرۃ (کنز الحقائق ص ۱۶ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹) عورت کے فرج کی رطوبت بھی پاک ہے (تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۰۷) اب عوام نے مطالبہ کیا کہ ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرو کہ منی پاک ہے اور ایک قول میں کھانا بھی جائز ہے اور یہ حدیث بھی پیش کرو کہ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔ اب اس لامذہب کا فرض تھا کہ

پہلے اپنے گھر کی خبر لیتا مگر افسوس کہ منی آلودہ منہ اور رطوبت فرج آلودہ جسم سے احناف کے سامنے اپنی پاکدامنی کے گیت گانے لگا۔ اور یہ بھی نہ بتایا کہ لامذہبوں کے ہاں تو رطوبت فرج بالاتفاق اور بلا تفصیل پاک ہے البتہ احناف کے ہاں اس میں تفصیل ہے۔

(۱) عورت کو پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے اگر پانی نہ پہنچے تو غسل نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور ج اص ا۷) یہ جگہ فرج خارج اور فرج داخل کی درمیانی جگہ ہے جہاں غسل کے وقت پانی پہنچانا فرض ہے باقی بدن کی طرح اس جگہ بھی پسینہ وغیرہ آتا ہے اس کا حکم بدن کے بیرونی پسینے کا ہی ہے یہ پاک ہے۔ ورنہ عورت کو ہر وضو کے وقت استنجاء کا حکم ہوتا (ردالمختار ج اص ۱۱۲، ۲۰۸) اس کے پاک ہونے میں اتفاق ہے۔

(۲) وہ رطوبت جو ماوراء باطن الفرج سے آئے فانہ نجس قطعاً (ردالمختار ج اص ۲۰۸) یہ بالاتفاق نجس ہے لیکوریا وغیرہ۔

(۳) فرج داخل باہر سے بند ہے اور اندر سے جوف دار ہے تو حرارت عزیزی جو تمام جسم میں دائر سائر ہے۔ رطوبت بدنیہ کو بخارات بنا کر مسامات جلدیہ سے باہر نکالتی رہتی ہے اس جوف میں وہ پسینہ ساجمع ہو کر مبدل بہ رطوبت ہو جاتا ہے۔ اگر اس رطوبت میں خون یا منی یا مذی مرد یا عورت کی شامل ہو جائے بالاتفاق نجس ہے۔ (ردالمختار ص ۲۳۳)

(۴) اگر اس رطوبت میں منی وغیرہ کی ملاوٹ نہ ہو تو اس کے پاک ناپاک ہونے میں اختلاف ہے امام صاحبؒ کے نزدیک پاک ہے اور صاحبین کے نزدیک نجس ہے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں وھو الاحتیاط یعنی احتیاط صاحبین کے قول میں ہے اور تاتارخانیہ میں اس اختلاف کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھا کہ انڈا اگر پانی میں گر جائے تو اس پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس انڈے پر فرج کی رطوبت لگی ہوتی ہے اور اس کراہت کے قول کو مختار قرار دیا ہے۔ (ردالمختار ج اص ۲۳۳) اب دیکھئے ان کا اپنا مذہب بالاتفاق پاک ہونے کا ہے مگر ہمارے ہاں احتیاط اس کے نجس کہنے میں ہے اور قول مختار کراہت کا ہے۔

الحاصل رطوبت جلد بھی پسینہ کی طرح بالاتفاق پاک ہے۔ رطوبت رحم بالاتفاق ناپاک ہے اور رطوبت فرج مختلف فیہ ہے احتیاط قول بالکراہت میں ہے۔

دور برطانیہ میں انگریز کو خوش کرنے کے لئے جب فرقہ غیر مقلدین کی بنیاد رکھی گئی تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے آقائے نعمت کُتے سے بڑا پیار کرتے ہیں تو غیر مقلدین نے بھی کتے کی شان میں قصیدہ خوانی شروع کر دی۔ ابن حزم نے یہ لکھا تھا کہ کُتا ہبہ میں دینا جائز ہے بلکہ بیوی کو حق مہر میں بھی کتا دینا جائز قرار دیا (المحلی)

نواب صدیق حسن خان نے تو پوری تفصیل سے لکھا کہ کتے کے گوشت۔ ہڈی۔ خون۔ بال۔ پسینہ میں سے کسی کی نجاست ثابت نہیں (بدور الاہلہ ص ۱۶) اور علامہ وحید الزمان نے تو کتے کے پیشاب کو بھی پاک کہہ دیا (ہدیۃ المہدی ج ۳ ص ۷۸) کتے اور خنزیر کے لعاب کو بھی پاک قرار دے دیا گیا (نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹، ۵۰) کتے کے پاخانے کو بھی راجح قول میں پاک قرار دیا گیا (نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹) اس پر لوگوں نے یہ سوال کیا کہ اگر آپ سچے اہل حدیث ہیں تو ایک ایک صریح حدیث لائیں کہ کتے کا گوشت۔ ہڈی۔ خون۔ پسینہ۔ پاخانہ پیشاب سب کچھ پاک ہے۔ جواب خود حدیث سے پیش نہ کر سکے تو لا جواب ہو کر وسوسہ اندازی پر اتر آئے کہ حنفی مذہب میں اگر کتے کو ذبح کر لیا جائے تو اس کا گوشت اور کھال پاک ہو جاتے ہیں۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ آپ کے مذہب میں تو بلا ذبح ہی کھال اور گوشت بلکہ سب کچھ پاک ہے۔ اس کی حدیث پیش کرو اور دوسری حدیث یہ پیش کرو کہ جب بلا ذبح پاک ہے تو بعد ذبح کیوں ناپاک ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ چیزیں دو قسم کی ہیں ایک نجس العین جیسے پاخانہ۔ پیشاب خنزیر وغیرہ یہ نہ دھونے سے پاک ہوتے ہیں نہ دباغت سے نہ ذبح سے دوسری وہ ہیں جو خود نجس العین نہیں لیکن کسی نجس العین کے لگنے سے ناپاک ہوں جیسے کپڑے پر پاخانہ لگ جائے تو یہ دھونے سے پاک ہو

جائے گا اب حرام جانور کے گوشت کی مثال تو پہلی نجاست کی ہے اس لئے اگر چہ اس میں اختلاف ہے مگر اصح قول ناپاکی کا ہے چنانچہ علامہ حلبی فرماتے ہیں **وفی طھارة لحمه بھا** (غنیة المستملی ص ۱۴۵) اور کھال کی مثال دوسری قسم کی نجاست کی ہے۔ یہ خود حالت حیات میں پاک تھی ناپاک کپڑے کی طرح اس میں نجس رطوبات سرایت کر گئیں تو جب دباغت سے وہ نجس رطوبات زائل ہو گئیں تو کھال صاف ہو گئی **ایما اھاب دبغ فقد طھر** (الحدیث) اور جو چیز دباغت سے پاک ہو جاتی ہے وہ زکوٰۃ سے بھی پاک ہو جاتی ہے **الا ماذکیتم** اسی لئے شارح منیہ فرماتے ہیں **فالحاصل ان فی طھارة جلد مالا یوکل بالذکوة اختلافاً والاصح الطھارة** (غنیة المستملی ص ۱۴۵) اگر ان مسائل کے خلاف کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں تو ہم ضد نہیں کریں گے مگر یہ ان کے بس کی بات نہیں۔

اُجرت دیکر زنا کرنے پر حد نہیں

دور برطانیہ میں جب لامذہب غیر مقلدین کا فرقہ پیدا ہوا تو اس فرقہ نے شہوت پرست امراء کو اپنے فرقہ میں شامل کرنے کے لئے اپنی عورتوں کو متعہ کے نام سے زنا کی کھلی چھٹی دے دی چنانچہ ان کے سب سے بڑے مصنف علامہ وحید الزمان جس نے قرآن اور صحاح ستہ کا ترجمہ کیا ہے نے صاف لکھ دیا کہ ''متعہ کی اباحت قرآن پاک کی قطعی آیت سے ثابت ہے (نزل الابرار ج ۲ ص ۳) جب قرآن پاک سے متعہ کا قطعی لائسنس مل گیا تو اب نہ گناہ رہا نہ کوئی سزا۔ حد یا تعزیر کا تو کیا ذکر انہوں نے صاف لکھا کہ ''متعہ پر عمل کر کے سو شہید کا ثواب نہ لیتی۔ اہل مکہ کے متبرک عمل میں شرکت نہ کرتی جب کہ حد یا تعزیر تو کجا کسی کے انکار کا بھی خطرہ نہ تھا۔ اس سے ملک بھر کے شرفاء چیخ اٹھے کہ یہ کونسا فرقہ ہے جس نے گھر گھر یہ کام شروع کر لیا ہے تو اب یہ بہت پریشان ہوئے انہوں نے سوچا کہ اپنا کام جاری رکھو لیکن بدنام حنفیوں کو کرو تا کہ وہ ہمیں روک نہ سکیں۔ چنانچہ انہوں نے شور مچا دیا کہ تمہارے مذہب میں بھی تو اجرت دے کر زنا کرنے پر حد نہیں۔ اس ایک حوالے میں کئی بے ایمانیاں کیں۔

(۱) حد نہ ہونے کا مطلب یہ بتایا کہ جائز ہے کوئی گناہ یا سزا نہیں۔

(۲) ہم نے مطالبہ کیا کہ صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض ایک ہی حدیث پیش کرو جس میں یہ ہو کہ اجرت دے کر زنا پر حد ہے مگر وہ بالکل پیش نہ کر سکے۔

(۳) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ ان عورتوں سے جتنا نفع تم نے اٹھایا ہے ان کی اجرت ان کو دے دو یہاں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مہر کو اجرت قرار دیا۔ مہر اور اجرت آپس میں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں اس لئے اس آیت سے لفظ اجرت میں مہر کا شبہ پیدا ہو گیا۔ اور حدیث کے موافق شبہ سے حد ساقط ہو گئی اس کو قرآن و حدیث پر عمل کہتے ہیں تم نے نہ قرآن کو مانا اور نہ حدیث کو۔ عالمگیری میں صراحت ہے کی شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہوتی ہے۔ (عالگیری ج ۲ ص ۱۴۹)

(۴) لیکن حد ساقط ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو بدکاری کی چھٹی دی جائے گی اور اس پر کوئی سزا نہ دی جائے گی بلکہ ویوجعان عقوبة ویحبسان حتی یتوبا (عالمگیری ج ۲ ص ۱۴۹) ان کو ایسی دکھ کی مار دی جائے گی کہ دوسروں کو عبرت ہو اور اس مار کے بعد ان کو قید کر دیا جائے گا جب تک ان کی توبہ کا یقین نہ ہو۔ کیا کسی لا مذہب میں یہ جرأت ہے کہ وہ اپنی کسی معتبر کتاب میں متعہ کی یہ سزا دکھائے۔ آپ کے ہاں تو انکار بھی جائز نہیں بلکہ عمل بالقرآن ہے۔

اور پھر اس لامذہب نے یہ بھی نہ بتایا کہ یہ مسئلہ فقہ کا متفق علیہ نہیں بلکہ خود امام صاحبؒ سے ایک قول حد کے واجب ہونے کا ہے والحق وجوب الحد کا المستاجرة للخدمة فتح درمختار (ج ۳ ص ۱۵۷، ۱۷۲) ای کما هو قولهما (ردالمحتار ج ۳ ص ۱۵۷، ۱۷۲) امام صاحبؒ بھی ایک قول میں صاحبین کی طرح فرماتے ہیں حق یہی ہے کہ حد واجب ہے۔ الحاصل ہمارے مذہب میں یہ فعل زنا ہی ہے اور گناہ کبیرہ ہے اختلاف صرف اس میں ہے کہ زنا موجب حد ہے یا شبہ کی وجہ سے موجب تعزیر امام صاحبؒ سے دونوں اقوال موجود ہیں جب کہ لامذہبوں کے

ہاں نہ زنا نہ گناہ۔ نہ حد۔ نہ تعزیر نہ انکار بلکہ قرآن پر عمل ہے۔

وطی محارم بعد نکاح پر حد نہیں

دور برطانیہ میں جب یہ فرقہ پیدا ہوا تو شہوت پرستی میں انتہا کو پہنچ گیا چنانچہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ بہتر عورت وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو اور جو شہوت کے مارے دانت رگڑ رہی ہو اور جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو (لغات الحدیث وحید الزمان غیر مقلد پ ٦ ص ٥٦) اور اگرچہ قرآن کی نص موجود تھی ایک مرد ایک وقت میں چار سے زائد عورتیں نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ مگر نواب صدیق حسن اور نور الحسن نے فتویٰ دیا کہ چار کی کوئی حد نہیں جتنی عورتیں چاہے نکاح میں رکھ سکتا ہے (ظفر الامانی ص ١٤١ عرف الجادی ص ١١١) اور شہوت میں یہاں تک بڑھے کہ اگر کسی عورت سے زید نے زنا کیا اور اسی زنا سے لڑکی پیدا ہوئی تو زید خود اپنی اس بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے (عرف الجادی ص ١٠٩) اور نکاح اور زنا میں یہی فرق تھا کہ زنا کے گواہ نہیں ہوتے نکاح میں گواہ شرط ہیں۔ میر نور الحسن صاحب نے اس حدیث کو بھی ضعیف کہا اور کہا کہ یہ نا قابل استدلال ہے (عرف الجادی ص ١٠٧) اور شہوت میں ایسے اندھے ہو گئے کہ فطری مقام کے علاوہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کا غیر فطری مقام استعمال کرے تو بھی (حد یا تعزیر کجا) اس پر انکار تک جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ١١٨) بلکہ یہاں تک فتویٰ دیا کہ دبر آدمی میں صحبت کرنے والے پر غسل بھی واجب نہیں۔ کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں (ہدیۃ المہدی ج ا ص ٢٨) بلکہ ایک اور نسخہ بھی بتا دیا کہ اگر کوئی شخص اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کرے تو غسل واجب نہیں ہے (نزل الابرار ج ا ص ٤١) بلکہ نظر بازی سے بچنے کا یہ وہابی نسخہ بھی بتا دیا کہ مشت زنی کر لو اور نظر بازی کے اس گناہ سے بچنا ممکن نہ ہو تو مشت زنی واجب ہے اور بتایا کہ (معاذ اللہ) صحابہ بھی مشت زنی کیا کرتے تھے۔ (عرف الجادی ص ٢٠٧) اس قسم کے اور بھی کئی فتوے جب دیئے گئے تو اہلِ السنت والجماعت نے مطالبہ کیا کہ اپنے اصول کے مطابق ان میں سے ہر مسئلے کی دلیل میں کوئی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث بیان

کریں اور لوگوں نے کہا کہ یہ کیسا فرقہ پیدا ہوا ہے جس سے بیٹی تک محفوظ نہیں اور یہ نہ اپنی بیوی کی دبر کو معاف کریں نہ اپنی دبر کو۔ تو یہ فرقہ کبھی اپنے مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا۔ اس لئے بجائے قرآن حدیث پیش کرنے کے دوسروں پر کیچڑ اچھالتا ہے۔ چنانچہ علماء سے تو یہ منہ چھپانے لگے کہ وہ قرآن و حدیث کا مطالبہ کرتے تھے۔ اپنے لونڈوں کے ذریعہ عوام میں یہ بات پھیلا دی کہ حنفی مذہب میں بھی بیٹی اور دیگر محرمات سے نکاح جائز ہے۔ اس کے جواب میں احناف نے بتایا کہ

(۱) یہ محض جھوٹ ہے ہماری فقہ کی کتابوں میں صراحت ہے کہ ماں بہن بیٹی وغیرہ محرمات ابدیہ ہیں ہرگز نکاح جائز نہیں۔ (ہدایہ وغیرہ)

(۲) ان سے نکاح کرنا تو کجا اگر کوئی شخص صرف یہ کہے کہ ماں بیٹی سے نکاح جائز ہے وہ کافر ہے مرتد ہے واجب القتل ہے۔ (فتح القدیر ج ۵ ص ۴۲)

(۳) اور مطالبہ کیا گیا کہ تم بھی بتاؤ کہ جب نور الحسن نے بیٹی سے نکاح جائز لکھا تو کس کتاب میں اس کو کافر مرتد واجب القتل کہا گیا۔

(۴) پھر اس مطالبے میں لاجواب ہو کر کہنے لگے کہ ماں بہن سے نکاح کرنا تو جائز نہیں ہاں فقہ میں لکھا ہے کہ نکاح کر کے صحبت کر لے تو اس پر کوئی شرعی سزا نہیں ہے اس کے جواب میں احناف نے کہا کہ یہ بھی محض بہتان ہے فقہ میں تو صاف لکھا ہے یوجع عقوبة اسے عبرتناک سزا دی جائے (عالمگیری ج ۲ ص ۱۴۸) یوجب اعقوبة فیعزد ہدایہ ج ۲ ص ۵۱۶) سزا واجب ہے اور وہ تعزیر ہے اور یہ سزائے تعزیر بھی قتل تک ہے ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجلاً مع امرأة لاتحل له (درمختار ج ۳ ص ۱۷۹) یہ تعزیر قتل تک بھی ہوتی ہے۔ جیسے کوئی مرد ایسی عورت کے ساتھ پایا گیا جو اس کے لئے حلال نہیں تھا اس لئے یہ جھوٹ ہے کہ فقہ میں اس کی سزا نہیں ہے۔

(۵) پھر کہنے لگے ہاں فقہ کے اعتبار سے نکاح تو جائز نہیں۔ سزا بھی ہے مگر فقہ نے اس کو گناہ نہیں کہا (بلکہ یہ زنا سے بڑا گناہ ہے طحاوی ج ۲ ص ۹۶)۔ اب ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ اگر یہ گناہ نہیں تو یہ سزائے قتل کس نیکی کی ہے اور فقہ میں

صاف صاف تصریح ہے انه ارتکب جريمة (ہدایہ ج ا ص ۵۱۶) یعنی اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اتنے جھوٹ بولنے کے بعد آخر کہا کہ فقہ میں لکھا ہے کہ "حد نہیں"

(۶) احناف نے کہا کہ حضور فرماتے ہیں کہ البينة علی المدعی دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے آپ حد کے مدعی ہیں ہم حد کا انکار کرتے ہیں آپ کا فرض ہے کہ ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ جو شخص محرمات ابدیہ سے نکاح کر کے صحبت کر لے اگر وہ کنوارہ ہو تو سو کوڑے مارے جائیں اگر شادی شدہ ہو تو سنگسار کیا جائے۔ ہم بغیر کسی ضد کے مان لیں گے کہ فقہ کا یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے لیکن وہ کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکے نہ کر سکیں گے۔

(۷) آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کسی نے ماں سے نکاح کیا آپؐ نے اس کو قتل کر کے اس کا مال لوٹ لینے کا حکم دیا (رواہ الخمسہ) ہاں ترمذی ابن ماجہ میں اخذ مال کا ذکر نہیں (منتقی الاخبار) ظاہر ہے کہ یہ زنا کی حد نہیں نہ کوڑے نہ سنگسار اس فعل کی تعزیر ہے۔

(۸) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جو محرمات میں سے کسی سے صحبت کرے اس کو قتل کر دو (ابن ماجہ) اب یہ بھی پمفلٹ شائع کرو کہ حضور ﷺ نے حد کیوں نہ بتائی نہ لگائی تعزیر کیوں بتائی اور لگوائی۔ افسوس عامل بالحدیث ہونے کا دعویٰ اور احادیث کا انکار۔

(۹) لامذہب غیر مقلدین کے پاس سوائے قیاس کے اس مسئلہ میں کچھ نہیں وہ کہتے ہیں کہ جب یہ نکاح باطل ہے تو کالعدم ہے اس پر وہ کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ نکاح باطل بھی شبہ بن جاتا ہے اگرچہ قیاس تو نہیں مانتا لیکن حدیث میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو عورت بغیر ولی کے نکاح کرے وہ نکاح باطل ہے۔ (ترمذی ج ا ص ۷۶) اور ابن ماجہ ص ۱۳۶ پر تو اسے زانیہ فرمایا۔ لیکن پھر بھی حد تو کیا لگتی اس کو مہر دلایا جا رہا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے

---

۱ ويعاقب عقوبة هي اشد مايكون من التعزير سياسته لا حدا (فتح القدیر ج ۵ ص ۴۰)

پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے ایک عورت سے اس کی عدت میں نکاح کیا تھا حضرت عمرؓ نے اس پر حد جاری نہ فرمائی بلکہ تعزیر لگوائی (ابن ابی شیبہ) ظاہر ہے کہ یہ نکاح شرعی نہ تھا اور حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کی موجودگی میں حد ساقط کردی اور تعزیر لگائی تو نص حدیث اور اجماع صحابہؓ سے ثابت ہوا کہ نکاح حرام بھی شبہ بن جاتا ہے اور نصِ حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے حافظ صاحب اس کو حدیث پر عمل کرنا کہتے ہیں اور یہ ہے احادیث کا فہم آپ کا عمل بالحدیث کا دعویٰ ایسا ہی باطل ہے جیسے منکرین حدیث کا عمل بالقرآن کا دعویٰ باطل ہے۔

(۱۰)　حافظ صاحب اس اعتراض کے جواب میں مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی نے مستقل رسالہ لکھا ہے **القول الجازم فی سقوط الحد من نکاح المحارم** جس کے جواب سے آج تک تمہاری جماعت عاجز ہے اور تمہارے بڑے بڑے علماء نذیر حسین دہلوی صدیق حسن بھوپالی۔ وحید الزمان۔ شمس الحق عظیم آبادی۔ عبدالرحمٰن مبارکپوری۔ ثناء اللہ امرتسری عبداللہ روپڑی اس قرض کو سر پر لے کر فوت ہو گئے ہیں۔

(۱۱)　حافظ صاحب آپ کے مذہب کے موافق ایک لامذہب لڑکے نے اپنی بہن سے نکاح کیا اور صحبت کی آپ کوڑے لگا کر چھوڑ دیں گے۔ وہ پھر دوسری بہنوں سے پھر ماں سے پھر پھوپھی سے پھر خالہ سے باری باری نکاح کرتا رہے گا اور کوڑے کھاتا رہے گا اس کے برعکس حنفی قاضی اسے پہلی مرتبہ قتل کروا دے گا تعزیراً تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، تو بتائیں سزا ہماری سخت ہوئی یا آپ کی۔ معاشرہ ہماری سزا سے گندگی سے بچے گا یا آپ کی سزا سے دیکھا فقہ پر اعتراض کرنے کے لئے کتنے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں کتنی خیانتیں کرنی پڑتی ہیں کتنی حدیثوں کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا

عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑنا

دور برطانیہ میں جب یہ لامذہب فرقہ پیدا ہوا تو شہوت رانی میں اتنا آگے بڑھا کہ نماز میں بھی ستر عورت کی شرط کا انکار کر دیا۔ چنانچہ فتویٰ دیا ہر کہ در نماز عورتش

نمایاں شد نمازش صحیح باشد (عرف الجادی ص ۲۲) یعنی پوری نماز میں جس کی شرمگاہ سب کے سامنے نمایاں رہی اس کی نماز صحیح ہوتی ہے۔ اما آنکہ نماز زن اگرچہ تنہا باشدیا بازناں یا باشوھر یا بادیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلم ست (بدور الاہلہ نواب صدیق حسن ص ۳۹) یعنی عورت تنہا بالکل ننگی نماز پڑھ سکتی ہے۔ عورت دوسری عورتوں کے ساتھ سب ننگی نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے میاں بیوی دونوں اکٹھے مادر زاد ننگے نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے۔ عورت اپنے باپ بیٹے۔ بھائی۔ چچا ماموں سب کے ساتھ مادر زاد ننگی نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے۔ عورت اپنے باپ بیٹے بھائی چچا ماموں سب کے ساتھ مادر زاد ننگی نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔

یہ نہ سمجھیں کہ یہ مجبوری کے مسائل ہوں گے علامہ وحید الزمان وضاحت فرماتے ہیں ولو صلی عریاناً ومعه ثوب صحت صلوته (نزل الابرار ج اص ۶۵) یعنی کپڑے پاس ہوتے ہوئے بھی ننگے نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے۔

آخر ابوجہل اور مشرکین مکہ بھی تو کپڑوں کے باوجود کپڑے اتار کر ننگے طواف کیا کرتے تھے۔ نماز میں شرمگاہ کا ڈھانکنا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شرط ہے جن کی تقلید حرام ہے ابوجہل کے نزدیک تو شرط نہیں اس کی تقلید کر لی گئی فقہ حنفی میں تو یہاں تک احتیاط تھی کہ نماز باجماعت میں عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن لامذہب اتنا عرصہ عورت سے دور نہیں رہ سکتے تھے اس کو فقہ کا مسئلہ کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا اور نزل الابرار میں صراحتہً لکھ دیا کہ مرد عورت جماعت میں ساتھ ساتھ نماز پڑھ لیں۔ نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اب ظاہر ہے کہ عورت مرد کے ٹخنے سے ٹخنہ۔ کندھے سے کندھا اور ٹانگوں کو خوب چوڑا کر کے کھڑی ہوگی۔ حنفی مذہب میں عورت کو سمٹ کر سجدہ کرنے کا حکم تھا تا کہ اس کے ستر کا احترام رہے لامذہبوں نے عورتوں کو حکم دیا کہ بالکل مردوں کی طرح خوب اونچی ہو کر سجدہ کریں۔ بازو پیٹ اور پسلیوں سے اتنے دور ہوں کہ درمیان سے بکری کا بچہ گزر سکے۔ ہندو گنگا کا غسل بھی کرتے تھے دیوی کا درشن بھی۔ لامذہب اس درشن میں کن کن امور پر توجہ دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ بہتر

عورت وہ ہے جس کی فرج تنگ ہو جو شہوت کے مارے دانت رگڑ رہی ہو اور جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو (لغات الحدیث وحید الزمان لفظ الحارقہ) عورت کو خوبصورتی قائم رکھنے کا نسخہ بھی بتایا گیا کہ عورت کو زیر ناف بال استرے سے صاف کرنے چاہئیں اکھاڑنے سے محل ڈھیلا ہو جاتا ہے (فتاویٰ نذیریہ) اب ایسی حالت کہ مرد عورت ننگے نمازیں پڑھ رہے ہوں عورت سجدہ بھی کھل کر کر رہی ہو عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑنا لازمی تھا ہو سکتا تھا کہ کوئی ذرا جھجک محسوس کرتا اس لئے اسے بتا دیا گیا کہ ہمچنیں دلیلے بر کراہت نظر در باطن فرج نیامدہ (بدور الاہلہ ص ۱۷۵) عورت کی شرمگاہ کے اندر جھانکنا بالکل مکروہ بھی نہیں اور چوتڑوں پر نظر ہر وقت رہے گی اس لئے فتویٰ دیا کہ، در جواز استمتاع وغیرہ از فخذین وظاہر الیتین ونحو آں خود ہیچ شک وشبہ نہ باشد و سنت صحیحہ بداں وارد گشتہ (بدور الاہلہ ص ۱۷۵) یعنی چوتڑوں اور رانوں سے فائدہ اٹھانا بے شک وشبہ جائز ہے بلکہ سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ اب کون غیر مقلد مرد ہوگا جو اس صحیح سنت پر عمل نہ کرے خاص طور پر جبکہ یہ سنت مردہ بھی ہو چکی ہو اور اس کو زندہ کرنے میں سو شہید کا ثواب بھی ملے تو ہم خرمہ وہم ثواب پر عمل کیسے چھوڑا جائے۔ اب اس ڈرامے میں اگر مرد کو انتشار ہو جائے تو وہ عضو مخصوص کو ہاتھوں سے زور سے دبائے ہوئے نماز پڑھتا رہے۔ (نزل الابرار) ایسے وقت میں تو رفع یدین بھول جائے گی۔ کیونکہ بڑے اہم کام میں مشغول ہیں۔ ایسے وقت میں عورت کی شرمگاہ سے رطوبت خارج ہو تو بھی مضائقہ نہیں کیونکہ عورت کی شرم گاہ کی رطوبت پاک ہے (کنز الحقائق ص ۱۶ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹ تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۰۷) اور اگر منی بھی بہہ جائے تو کیا خوف وہ بھی تو پاک ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰ نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹ کنز الحقائق ص ۱۶ بدور الاہلہ ص ۱۵ تیسیر الباری ج ۱ ص ۲۰۷)

اور یہ سب کچھ قرآن اور حدیث کے نام پر ہو رہا تھا۔ اور رات دن تقریر و تحریر کے ذریعہ یہی اعلانات کئے جاتے تھے ہمارا ہر ہر مسئلہ قرآن وحدیث کا مسئلہ ہے تو احناف نے پوچھ لیا کہ ذرا ان مسائل پر آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ پیش فرمائیں تو ان کے عمل بالحدیث کا بھانڈا چوراستے میں پھوٹ گیا بجائے احادیث تحریر

کرنے کے لگے فقہاء احناف کو گالیاں بکنے آج بھی آپ اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں ہم ان سے ثبوت مانگتے ہیں کہ اپنی نماز کا ہر ہر جزئی مسئلہ احادیث صحیحہ سے ثابت کرو تو اس کی بجائے فقہاء کو گالیاں بکنا شروع کر دیتے ہیں اب جس فرقے کی شہوت رانی کا یہ عالم ہو کہ قرآن کیا یاد کر سکتے ہیں یا یاد کیا ہوا قرآن انہیں کب یاد رہ سکتا ہے تو انہوں نے نمازوں میں قرآن ہاتھ میں لے کر قرأت پڑھنا شروع کر دی۔ اس پر جب حدیث مرفوع کا مطالبہ کیا گیا کیونکہ کسی امتی کا قول وفعل ان کے لئے دلیل نہیں بن سکتا تو جواب میں حدیث پیش کرنے کی بجائے عوام میں یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ حنفیوں کے نزدیک قرآن دیکھ کر نماز میں پڑھنا جائز نہیں اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر نماز میں عورت کی شرم گاہ کو دیکھتے رہنا جائز ہے اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ ساری فقہ قرآن حدیث کے خلاف ہے۔

نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا

ہمارے ہاں نماز میں قرأۃ یعنی قرآن پڑھنا تو فرض ہے اگر مقدار فرض قرأت بھی نہ پڑھی تو نماز باطل ہے ہاں قرآن ہاتھ میں لے کر پڑھنے میں اس کا اٹھانا۔ اس کے اوراق کو الٹ پلٹ کرنا۔ مستقل اسی پر نظر جمائے رکھنا ایسے افعال ہیں جو نماز سے تعلق نہیں رکھتے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں پھر قرآن سے تعلیم حاصل کرنا یہ بھی تعلیم وتعلم ہوا قرأت تو نہ ہوئی یہ سب باتیں عمل کثیر ہیں اور ایسا عمل کثیر جو افعال نماز سے تعلق نہ رکھتا ہو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (ہدایہ عالمگیری) تاہم ہمیں کوئی ضد نہیں اگر آپ کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کر دیں کہ قرآن اٹھانے۔ ورق الٹنے۔ اس سے تعلیم حاصل کرنے سے عمل کثیر نہیں بنتا اور نماز فاسد نہیں ہوتی تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ ہمارا یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے لیکن حدیث کا نام لے کر لوگوں کو گمراہ کرنے والے آج تک ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکے اور نہ ہی قیامت تک کر سکیں گے انشاء اللہ العزیز۔

امام ترمذیؒ نے حضرت رفاع بن رافعؓ اور ابوداؤد ونسائی نے حضرت عبداللہ

بن ابی اوفیؓ سے حدیث روایت کی ہے ایک شخص کو اتنا قرآن بھی یاد نہ تھا جتنا نماز میں فرض ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قرآن کی بجائے حمد و ثنا پڑھ لیا کرو"۔ ظاہر ہے کہ قرأت نماز میں فرض ہے۔ اس شخص کو اتنا قرآن زبانی یاد نہ تھا اگر دیکھ کر پڑھنے سے نماز جائز ہوتی تو آپ اُس سے پوچھتے کہ دیکھ کر پڑھ سکتے ہو یا نہیں اور دیکھ کر اتنا پڑھ لینا حفظ سے آسان ہے آپ نے اس کو دیکھ کر پڑھنے کی اجازت نہیں دی جس سے معلوم ہوا کہ دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں نہانا امیر المؤمنین عمرؓ ان نؤم الناس فی المصحف رواہ ابن ابی داؤد (کنز العمال ج ۴ ص ۲۴۶) حضرت عمرؓ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم امام بن کر قرآن پاک دیکھ کر نمازیں پڑھیں تو احناف کا یہ مسئلہ حدیث رسولؐ فرمان خلیفہ راشد اور قیاس شرعی سے ثابت ہے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر مفسد نماز ہے اور لا مذہبوں کا مسئلہ حدیث کے خلاف ہے۔

نماز میں عورت کو دیکھنا

فقہ حنفی میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ نماز پڑھتے ہوئے عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے۔

(۱) احادیث میں ایک اختلاف یہ ہے (۱) عورت نمازی کے سامنے آئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۹۷)

(۲) حائضہ عورت سامنے آئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

(۳) عورت آگے لیٹی بھی ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۶ مسلم ج ۱ ص ۱۹۷)

(۴) حائضہ عورت بھی سامنے لیٹی ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

(بخاری ج ۱ ص ۷۴ مسلم ج ۱ ص ۱۹۸)

یہ چاروں حدیثیں صحیح ہیں اور آپس میں متعارض ہیں۔ علمائے احناف ان میں یہ تطبیق بیان کرتے ہیں کہ نماز تو نہیں ٹوٹتی البتہ نماز کا خشوع باطل ہو جاتا ہے۔

(شروح حدیث)

جب احناف کے نزدیک عورت کپڑے پہن کر بھی سامنے سے گزر جائے تو نماز کا خشوع باطل ہو جاتا ہے تو پھر احناف پر یہ بہتان باندھنا کہ ان کے نزدیک نماز

میں عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے کب جائز ہو سکتا ہے بلکہ احناف کے نزدیک تو عورت کپڑے پہنے ہوئے بھی مرد کے دائیں بائیں جماعت میں شریک ہو جائے تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اخبرنا ابوحنیفۃؒ عن حماد عن ابرھیم قال اذاصلت المرأۃ الیٰ جانب الرجل وکانا فی صلوٰۃ واحدۃ فسدت صلوٰۃ قال بہ نأخذوھو قول ابی حنیفۃ۔ (کتاب الآثار امام محمد ص ۲۷)

بلکہ حنفی فقہ میں تو یہ صراحت ہے ولو صلی الیٰ وجہ انسان یکرہ (عالمگیری ج۱ ص ۱۰۸)

یعنی نماز میں کسی انسان مرد یا عورت کے چہرے کی طرف توجہ رکھنا بھی مکروہ ہے تو شرمگاہ کی طرف دیکھنا کیسے جائز ہوگا۔

ہاں ایک بات ہے اچانک نظر پڑ جانا جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث میں آتا ہے کہ عمرو بن سلمہ جب نماز پڑھاتے تھے تو ان کے چوتڑ ننگے ہوتے تھے۔ عورتوں کی نماز میں نظر امام صاحب کے چوتڑ پر پڑتی تھی انہوں نے نماز کے بعد کہا کہ امام صاحب کے چوتڑ تو ہم سے چھپالو۔ اب یہ حدیث میں کہیں نہیں آتا کہ ان عورتوں کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ نہ ہی محدثین اور شراح حدیث نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے کہ نماز میں شرمگاہ پر نظر پڑنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تو وہ پیش فرمائیں ہم ہرگز ضد نہیں کریں گے۔ ہم تسلیم کریں گے کہ واقعی یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے لیکن نہ ہی وہ راولپنڈی کے مناظرہ میں ایسی حدیث پیش کر سکے نہ ہی قیامت تک پیش کر سکیں گے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ طاہرہ استراحت میں ہوتی تھیں آپؐ جب سجدے میں جاتے تو ان کے پاؤں چھودیتے وہ پاؤں سمیٹ لیتیں ظاہر ہے کہ جب ہاتھ لگنے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو نظر پڑنا تو اس سے بھی تھوڑا عمل ہے یاد رکھیں نماز کا نہ ٹوٹنا اور بات ہے دیکھئے آنحضرت فرماتے ہیں مسلمان کی نماز کتے۔ گدھے۔ عورت اور دوسرے جانوروں کی وجہ سے نہیں ٹوٹتی (طحاوی) اب کتے کے سامنے سے گزرنے سے نماز نہ ٹوٹنا اور بات ہے اس سے یہ مسئلہ نکالنا کہ نمازی از خود کتے کو آگے باندھکر بٹھائے نماز پڑھے تو جائز ہے یہ اور بات ہے۔ نمازی کے سامنے

سے عورت کا گزر جانا اور اس سے نماز نہ ٹوٹنا اور از خود عورت کو سامنے بٹھانا اور لٹا لینا اور نماز میں اس کو دیکھتے رہنا یہ اور بات۔ بہر حال نماز نہ ٹوٹنے سے اس فعل کا اختیار و ارادہ سے جائز سمجھنا بالکل غلط ہے اب دیکھئے قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے کی حضورؐ نے اجازت نہیں دی مگر نماز پڑھتے ہوئے بیوی کے پاؤں کو چھو دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

نجاست سے قرآن پاک لکھنا (معاذ اللہ)

دور برطانیہ سے پہلے اس ملک کے سب اہل السنت والجماعت حنفی تھے دور برطانیہ میں ملکہ وکٹوریہ نے مذہبی آزادی کا ایک اشتہار دیا۔ کچھ لوگ تقلید شخصی کو چھوڑ کر لامذہب بن گئے اب انہوں نے اپنے امتیاز اور اہل اسلام میں انتشار پیدا کرنے کے لے نئے نئے مسائل پھیلانے شروع کئے مثلاً بارہ سو سال سے یہاں کے مسلمان قرآن کا اتنا احترام کرتے تھے کہ بے وضو قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے (کتب فقہ) اس فرقے نے اعلان کیا کہ بے وضو بھی قرآن کو ہاتھ لگانا جائز ہے (فتاویٰ ثنائیہ) یہاں کے لوگ بارہ سو سال سے اس پر اتفاق رکھتے تھے کہ ناپاک مرد عورت کو اس ناپاک حالت میں تلاوت قرآن کی اجازت نہیں ہے اس فرقہ نے اجازت دے دی۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج اص ۵۱۹) بارہ سو سال تک اس ملک میں اس مسئلے پر اتفاق تھا کہ حائضہ عورت ان ناپاکی کے دنوں میں قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتی مگر لامذہبوں نے فتویٰ دے دیا کہ حیض والی عورت بھی قرآن پاک کی تلاوت کر سکتی ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج اص ۵۳۵) بارہ سو سال تک اس ملک میں اتفاق تھا کہ قرآن پاک کی طرف پاؤں پھیلانا بھی درست نہیں لیکن لامذہبوں نے یہ فتویٰ دے دیا کہ اگر کھانے کی چیز بلندی پر ہو تو قرآن پاک کو پاؤں تلے رکھ کے چیز اتار کر کھا لینا جائز ہے (تحریق اوراق) بارہ سو سال سے اس ملک میں اتفاق تھا کہ خون ناپاک ہے لیکن لامذہبوں نے فتویٰ دے دیا کہ "حیض کے خون کے سوا سب خون پاک ہیں (کنز الحقائق ص ۱۶ انزل الابرار ج اص ۴۹ عرف الجادی ص ۱۰ بدور الاہلہ ص ۱۸ تیسیر الباری ج اص ۲۰۶) بارہ سو سال تک یہاں اس ملک میں فتویٰ اسی پر تھا کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے اس کا

پینا ہرگز جائز نہیں (درمختار ج ا ص ۱۴۰) لیکن دور برطانیہ میں لامذہبوں نے فتویٰ دے دیا کہ "حلال جانوروں کا پیشاب پاخانہ پاک ہے۔ جس کپڑے میں لگا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے...... نیز بطور ادویات استعمال کرنا درست ہے (فتاویٰ ستاریہ ج ا ص ۵۶ ج ا ص ۸۹) بارہ سو سال تک اس ملک میں یہی فتویٰ تھا کہ منی ناپاک ہے مگر لامذہب فرقہ نے فتویٰ دے دیا کہ منی پاک ہے۔ عرف الجادی ص ۱۰ انزل الابرار ج ا ص ۴۹ کنز الحقائق ص ۱۶ بدور الاہلہ ص ۱۵ تیسیر الباری ج ا ص ۲۰۷) جب اس قسم کے فتوے ملک میں شائع ہوئے اور دعویٰ عمل بالحدیث سے شائع ہوئے تو علمائے احناف نے ان سے ان مسائل کی احادیث صحیحہ صریحہ غیر متعارضہ کا سوال کیا تو ان کی ساری شیخی کرکری ہوگئی۔ انہوں نے کہا اہل حدیث کہلانے کے لئے علم حدیث کی ضرورت نہیں (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۱۴۴) جب ہم اہل حدیث علم حدیث سے کورے ہیں تو ہم سے بار بار حدیث کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے۔ ہم تو صرف فقہاء کو گالیاں دے کر اہل حدیث بنتے ہیں جیسے مرزا قادیانی انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دینے کے لئے نبی بنا بیٹھا تھا۔ اب لاجواب ہو کر مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ ہم فقہ کو کیوں مانیں اس میں لکھا ہے کہ خون اور پیشاب سے قرآن لکھنا جائز ہے (معاذ اللہ) گویا سب مسائل کی یہی دلیل تھی کہ ہم بے وضو قرآن کو ہاتھ لگاتے ہیں دلیل یہ کہ فقہ میں لکھا ہے پیشاب سے قرآن لکھنا جائز ہے۔ آخر علماء نے پوچھا کہ آپ کے مذہب میں تو خون پاک ہے۔ منی پاک ہے تو کیا ان سے قرآن لکھنا جائز ہے یا نہیں کیا کسی حدیث میں آتا ہے کہ پاک چیز سے قرآن لکھنا حرام ہے آپ کے مذہب میں حلال جانوروں کا پیشاب اور دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے اور پاک چیز سے قرآن لکھنا نہ قرآن سے منع ہے نہ حدیث سے۔

کیا نجاست چاٹنا جائز ہے؟

(۱) دور برطانیہ سے پہلے بھی یہاں مسلمان آباد تھے مگر کافر غیر کتابی (ہندو سکھ مجوسی۔ چمار۔ چوڑا وغیرہ) کے ذبیحہ کو نجس اور مردار قرار دیتے تھے دور برطانیہ میں جب

یہ لامذہب فرقہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس نجاست اور مردار کو کھانا شروع کر دیا۔ اور فتویٰ دے دیا کہ یہ حلال ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰ اوص ۲۳۹ و دلیل الطالب ص ۴۱۲)

(۲) اسی طرح بارہ سو سال تک اس ملک میں اتفاق رہا کہ اگر ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو وہ جانور مردار اور نجس ہے مگر اس نجاست خور فرقہ نے اس کے بھی جواز کا فتویٰ دے دیا۔ (عرف الجادی)

(۳) بندوق سے جو جانور مر جائے وہ مردار اور نجس ہے مگر اس لامذہب فرقے نے یہ نجاست بھی کھانا شروع کر دی اور اس کو حلال کہہ دیا۔

(بدور الاہلہ ص ۳۳۵ فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۱۵۰ و ج ۲ ص ۱۳۲)

(۴) بجو کو اس ملک کے مسلمان حرام اور نجس سمجھتے تھے مگر اس لامذہب فرقہ نے فتویٰ دیا "بجو حلال ہے جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق ہے بے دین ہے اس کی امامت ہرگز جائز نہیں یہ قول صحیح اور موافق حدیث رسول اللہ ﷺ ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۲۱ نمبر ۲۷)

(۵) بارہ سو سال سے اس ملک کے مسلمان منی کو ناپاک اور نجس قرار دیتے تھے۔ اس فرقہ نے اس کو پاک قرار دیا اور ایک قول میں اس کا کھانا بھی جائز قرار دیا (فقہ محمدیہ ج ا ص ۴۶) البتہ یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ منی کا کسٹرڈ بناتے ہیں یا قلفیاں جماتے ہیں۔

(۶) بارہ سو سال تک یہاں کے مسلمان حلال جانوروں کے پیشاب کو پینا جائز نہیں سمجھتے تھے اور اس کو نجس قرار دیتے تھے لیکن لامذہبوں نے اس نجاست کے پینے کو جائز قرار دیا" لکھا کہ حلال جانوروں کا پیشاب و پاخانہ پاک ہے جس کپڑے پر لگا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے۔ نیز بطور ادویات کے استعمال کرنا درست ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ا ص ۵۶، ج ا ص ۸۹)

(۷) بارہ سو سال سے اس ملک میں یہ مسئلہ تھا کہ تھوڑے پانی یا دودھ وغیرہ میں تھوڑی سی نجاست پڑ جائے تو وہ نجس ہو جاتا ہے" پاک پانی میں نجاست پڑ جاوے اس سے وضو غسل وغیرہ کچھ درست نہیں، چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت (بہشتی زیور ج ا ص ۵۷، ہدایہ ج ا ص ۱۸) لیکن دور برطانیہ میں اس فرقے نے یہ فتویٰ دیا

کہ اگر پانی وغیرہ میں نجاست پڑ جائے تو جب تک نجاست سے اس کا رنگ بو مزہ نہ بدلے وہ پاک ہے۔ (عرف الجادی بدور الاہلہ)

مثلاً ایک بالٹی دودھ میں ایک چمچہ پیشاب ڈال دیا جائے تو نہ اس کا رنگ پیشاب جیسا ہوتا ہے نہ بو نہ مزہ ہمارے مذہب میں وہ پھر بھی ناپاک ہے اس کا پینا حرام بلکہ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو نماز ناجائز اس فرقے کے نزدیک وہ دودھ پاک۔ حلال طیب ہے یہ اس نجس کو پینا جائز سمجھتے ہیں۔

(۸) بارہ سو سال تک اس ملک کے مسلمان الخمر (شراب) کو پیشاب کی طرح سمجھتے تھے اس فرقے نے فتویٰ دیا کہ الخمر طاہر (کنز الحقائق۔ شراب پاک ہے بلکہ بتایا کہ اگر شراب میں آٹا گوندھ کر روٹی پکالی جائے تو کھانا جائز ہے (نزل الابرار ج ا ص ۵۰) اور وجہ یہ بتائی کہ اگر پیشاب میں آٹا گوندھ کر روٹی پکالی جائے تو پیشاب بھی تو جل جائے گا۔

الغرض اس قسم کے اور کئی مسائل بھی تھے جن سے ملک میں نجاست خوری کی بنیاد ڈال دی۔ جب احناف نے ثبوت مانگا کہ اپنے اصول پر قرآن پاک کی صریح آیات یا احادیث صحیحہ صریحہ غیر معارضہ سے ان مسائل کا ثبوت پیش کرو تو بجائے احادیث پیش کرنے کے لگے فقہا کو گالیاں دینے اور فقہ کے خلاف شور مچانا شروع کر دیا کہ ان کے ہاں نجاست چاٹنا جائز ہے حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے نجاست عین کا چاٹنا تو کجا جس پانی وغیرہ میں نجاست تھوڑی سی پڑ جائے کہ نجاست کا رنگ نہ بو نہ مزہ کچھ بھی ظاہر نہ ہو پھر بھی اس پانی کا پینا حرام ہے اس میں احناف کا کوئی اختلاف نہیں بلکہ بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ اور بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں۔ کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے (بہشتی گوہر ج ۱۱ ص ۵ بحوالہ درمختار ج ا ص ۲۰۷) تو جب نجس پانی جانور کو پلانا ہمارے مذہب میں جائز نہیں تو انسان کو چاٹنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔

چنانچہ بہشتی زیور میں صاف لکھا ہے کہ نجاست چاٹنا منع ہے (بہشتی زیور ج ۲ ص ۵) دراصل اختلاف بعض چیزوں کے پاک ناپاک ہونے میں ہے ان مسائل

کی تفصیل یہ لوگ بیان نہیں کرتے اور غلط نتائج نکالتے ہیں۔

(۱) مثلاً بعض جاہل عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑا سی رہی تھیں انگلی میں سوئی لگ گئی اور تھوڑا سا خون نکل آیا۔ وہ بجائے اس پر پانی ڈالنے کے اس کو دو تین مرتبہ چاٹ کر تھوک دیتی ہیں اب اس کا مسئلہ بتانا ہے تو فقہ یہ کہتی ہے کہ اس نے جو چاٹا یہ گناہ ہے۔اور پہلی دفعہ چاٹنے سے منہ بھی ناپاک ہو گیا مگر بار بار تھوکنے سے جب خون کا کوئی نشان باقی نہ رہا تو انگلی اور منہ پاک سمجھے جائیں گے اس مسئلے کے خلاف اگر وہ صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر دیں تو البتہ ہم ان کی علمی قابلیت مان لیں گے یعنی فقہ کہتی ہے کہ چاٹنا منع ہے وہ حدیث سنائیں کہ چاٹنا جائز ہے فقہ کہتی ہے کہ خون کا نشان نہ رہے تو جگہ پاک ہے وہ حدیث دکھائیں کہ خون کا نشان مٹ جانے کے بعد بھی جگہ ناپاک ہے لیکن ان کا اپنا مسئلہ تو یہ ہے کہ خون پاک ہے انگلی کو لگا انگلی بھی پاک رہی منہ کو لگا منہ بھی پاک رہا۔یعنی غیر مقلد عورت اس خون کو پاک سمجھ کر چاٹے گی حنفی ناپاک سمجھ کر......

(۲) ایک اہل السنّت والجماعت اور ایک غیر مقلد دونوں گنا چوستے جا رہے تھے دونوں کے منہ سے خون نکل آیا۔حنفی گنا چھوڑ کر تھوکنے لگا پانی وغیرہ پاس نہ تھا۔غیر مقلد نے پوچھا کیا بات اس نے کہا بھئی خون نکل آیا جس کی وجہ سے منہ ناپاک ہو گیا ہے اس نے کہا ہمارے مذہب میں تو خون پاک ہے تھوکا دونوں نے مگر حنفی ناپاک سمجھ کر تھوکتا رہا غیر مقلد پاک سمجھ کر جب نشان مٹ گیا تو حنفی نے گنا چوسنا شروع کر دیا کیونکہ چاٹنے اور تھوکنے سے منہ پاک ہو گیا تھا غیر مقلد سے کہا یہ مسئلہ غلط ہے تو اس کے خلاف حدیث سنا دو۔

(۳) ایک حنفی اور غیر مقلد سفر میں تھے دونوں کے پاس ایک ایک چھوٹی بالٹی پانی کی تھی۔آگے ایک شرابی ملا جس کے ہونٹوں کو شراب لگی ہوئی تھی یہ شراب حنفی کے نزدیک پیشاب کی طرح نجس تھی اور غیر مقلد کے نزدیک پاک تھی۔اب اختلاف یہ ہوا کہ وہ اگر مٹکے کو منہ لگا کر پانی پیئے تو باقی پانی نجس ہے اور غیر مقلد کے نزدیک باقی بچا ہوا پانی پاک ہے اب وہ شرابی اگر شراب ہونٹوں سے چاٹ چاٹ کر تھوکنا شروع کر دے تو حنفی مذہب میں یہ چاٹنا گناہ ہے اور غیر مقلد کے ہاں چاٹنا گناہ نہیں کیونکہ وہ پاک چیز چاٹ رہا

ہے ہاں اگر چاٹنے سے شراب کا اثر بالکل زائل ہو جائے تو حنفی کے نزدیک اب اس کا منہ پاک ہو گیا ہے اور غیر مقلد کے نزدیک تو پہلے شراب آلودہ بھی پاک ہی تھا۔

(۴) ایک بلی نے چوہے کا شکار کیا اور اس کے منہ کو خون لگا ہوا ہے اب غیر مقلدوں کے مذہب میں چونکہ خون پاک ہے اس لئے اس کا خون آلودہ منہ بھی پاک ہے اس بلی نے غیر مقلد کے مٹکے میں منہ ڈال دیا تو اس کے نزدیک وہ پانی پاک ہے مگر حنفی فقہ کی رو سے وہ پانی ناپاک ہے اب وہ بلی بیٹھی اپنا منہ چاٹ چاٹ کر صاف کرتی رہی جب خون کا اثر بالکل ختم ہو گیا تو اب اس کا جھوٹا نجس نہیں مکروہ ہو گا کیونکہ اس نے چاٹ کر اپنا منہ صاف کر لیا ہے۔

(۵) ایک حنفی اور غیر مقلد سفر میں تھے اتفاق سے حنفی کو احتلام ہو گیا اور پانی کہیں ملتا نہیں۔ حنفی نے کہا کہ یہ جو منی لگی ہوئی ہے یہ ناپاک ہے غیر مقلد نے کہا کہ یہ پاک ہے بلکہ ایک قول میں کھانا بھی جائز ہے۔ حنفی نے کہا کہ پھر اگر تم چاٹ کر صاف کر لو تو تمہارا ناشتہ ہو جائے گا اور جب اس کا اثر ختم ہو جائے گا تو میرا جسم پاک ہو جائے گا۔

بہر حال حنفی فقہ میں نجاست کا چاٹنا ہرگز نہیں ہاں بعض چیزیں ہمارے مذہب میں نجس ہیں جیسے شراب خون، قئے لیکن غیر مقلدوں کے ہاں پاک ہیں اس لئے ہمارے فقہاء نے یہ فرق بتایا کہ جب منہ آلودہ ہو تو نجس ہے اور اگر پانی نہیں ملا اور قئے والے نے دو تین مرتبہ ہونٹ چاٹ کر تھوک دیا۔ یا شراب والے نے دو تین مرتبہ چاٹ کر تھوک دیا۔ یا جس کے دانتوں سے خون نکلا تھا اس نے چاٹ کر تھوک دیا تو چاٹنا تو منع تھا اس کا گناہ الگ رہا البتہ خون قئے۔ شراب کا اثر ختم ہونے سے منہ کی پاکی کا حکم ہو گا اس کے برعکس غیر مقلد کے ہاں جب خون قئے یا شراب منہ کو لگی ہوئی تھی اس وقت بھی منہ پاک تھا۔ جب چاٹا تو بھی پاک چیزوں کو چاٹا۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کو غلط انداز میں بیان کر کے کہا جاتا ہے کہ ان کے ہاں نجاست چاٹنا جائز ہے۔ جو بالکل جھوٹ ہے۔ فقہ حنفی قرآن وسنت کی شرح ہے۔ یہی اس خطہ میں بارہ سو سال نافذ رہی اب بھی اسی سے امن وسکون ہو سکتا ہے۔